بسم اللہ الرحمن الرحیم

چھٹا حصه

فاضل بریلوی اور علماء کمال مکه مکرمه

تیرھویں وچودھویں صدی ہجری کے دوران مکہ مکرمہ میں آباد جو خاندان دینی علوم میں فضیلت کے باعث مشہور ہوئے ان میں ''کمال'' نامی خاندان بھی شامل ہے، جس نے اسلامی عقائد وتعلیمات کے تحفظ وفروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں اور خطۂ ہند کے اکابر علماء کرام مولانا محمد عابد سندھی مہاجر مدنی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی، مولانا غلام دستگیر قصوری نقشبندی اور مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی کے ساتھ اس خاندان سے تعلق رکھنے والے علماء کے علمی روابط استوار ہوئے، آئندہ سطور میں اس مکی خاندان کے تین اہم علماء شیخ صدیق کمال اوران کے فرزند شیخ علی کمال وشیخ صالح رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات پیش ہیں۔

(۱) شیخ صدیق بن عبدالرحمٰن کمال رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ)

ولادت

آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، کسی تذکرہ نگار نے آپ کا سال ولادت نہیں بتایا لیکن یہ طے ہے کہ آپ نے تقریباً اسی برس عمر پائی لہذا اسی بنا پر اندازہ ہے کہ آپ کی ولادت ۱۲۰۵ھ کے قریب ہوئی۔

اساتذہ وتعلیم

آپ نے جن اکابر علماء ومشائخ سے ظاہری وباطنی علوم اخذ کئے ان میں سے اہم کے نام یہ ہیں:

- شیخ احمد ابوریّۃ الشبھی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء)، طنطا مصر کے قریب گاؤں البشوائی کے باشندہ، صوفیاء کے سلسلہ احمدیہ کے مرشد کامل، صاحب کرامات، حج وزیارت کے لئے حجاز مقدس حاضر ہوئے تو شیخ صدیق کمال وغیرہ علماء مکہ نے آپ سے خلافت پائی، آپ نے حج کی ادائیگی کے بعد مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔(۱)

- شیخ حمزہ عاشور رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۷ھ/۱۸۳۲ء) مسجد حرم مکی میں بخاری ومسلم وغیرہ کتب احادیث نیز اہم کتب تصوف کے مدرس، اپنے دور کے مشہور محدث وصوفی کامل۔(۲)

- شیخ سید زینی مزھر علوی رحمۃ اللہ علیہ، آپ ناخواندہ لیکن مکہ مکرمہ میں سلسلہ احمدیہ خلوتیہ کے مرشد کبیر ومفسر قرآن شیخ احمد صاوی مالکی مصری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے، آپ کے ہاں حلقہ ذکر منعقد ہوتا جس میں شیخ صدیق کمال وغیرہ اکابر علماء مکہ مکرمہ حاضر ہوکر آپ سے فیض یاب اور دعا کے طلبگار ہوتے، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔(۳)

✪ شیخ عبدالرحمٰن جمال کبیر بن عثمان جمال رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء) مسجد حرم میں امام ومدرس، حافظ قرآن وقاری، عقلی ونقلی علوم کے ماہر، جدہ شہر کے قاضی۔(۴)

✪ شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن کزبری شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء)، محدث اعظم وبرکتہ الشام، سلسلہ قادریہ کے شیخ، دمشق کی سب سے بڑی وقدیم مسجد جامع اموی میں تقریباً پچاس برس حلقہ درس قائم کیا، متعدد بار حج وزیارت کے لئے حجاز مقدس حاضر ہوئے، آخری سفر حجاز کے دوران آپ سے وہاں کے متعدد علماء نے اخذ کیا، مکہ مکرمہ میں وفات پائی، ثبت الکزبوی آپ کی مشہور تصنیف ہے جس کے قلمی نسخے مکتبہ حرم مکی وقومی کتب خانہ قاہرہ وریاض یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہیں۔(۵)

✪ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء)، شیخ العلماء مکہ مکرمہ کے اعلیٰ ترین منصب پر تعینات کئے گئے اولین عالم، قاضی جدہ ومکہ مکرمہ، مرجع الفقہاء والحکام، نظم ونثر میں متعدد تصنیفات ہیں، مدرس مسجد حرم مکی، مولانا فضل رسول بدایونی رحمتہ اللہ علیہ حجاز مقدس حاضر ہوئے تو آپ سے سند روایت حاصل کی۔(۶)

✪ شیخ عمر بن عبدالکریم بن عبدالرسول رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء)، محدث، مسند، خاتمۃ المحققین، صاحب تصانیف وکرامات، سلسلہ خلوتیہ کے مرشد، محبت اہل بیت میں مشہور، مفتی احناف ومدرس مسجد حرم مکی۔(۷)

✪ شیخ محمد بن علی ادریسی مالکی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء)، الجزائر کے مقام مستغانم میں پیدا ہوئے اور لیبیا کے مقام جغبوب میں مزار واقع ہے، محدث، مسند، سلسلہ سنوسیہ کے بانی، طویل عرصہ تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے جہاں جبل ابوقبیس پر خانقاہ قائم کرکے رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا، تقریباً چالیس کتب کے مصنف۔(۸)

✪ شیخ محمد صالح بن ابراہیم رئیس زبیری رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۴۰ھ/۱۸۲۵ء)، محدث مفسر فقیہ شافعی صوفی کامل صاحب تصانیف عدیدہ، کرامات اولیاء پر ضخیم تصنیف، متعدد مولود نامے تخلیق کئے، مدرس مسجد حرم مکی۔(۹)

✪ مولانا محمد عابد سندھی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء) صوبہ سندھ کے مشہور شہر سیہون میں پیدا ہوئے، عرب وعجم کے اکابر علماء سے اخذ کیا، خانقاہ لواری شریف (سندھ) کے خواجہ محمد زمان دوم رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی، طویل عرصہ یمن میں مقیم رہے پھر مصر کا سفر کیا بالآخر مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی جہاں رئیس العلماء کے منصب پر تعینات رہے، وہیں پر وفات پائی،

محدث، مسند، فقیہ حنفی، صوفی، عربی میں گراں قدر تصنیفات ہیں، درمختار کے محشی وصاحب حصر الشارد، شیخ صدیق کمال نے آپ سے سند روایت حاصل کی۔(۱۰)

✿ شیخ سید محمد یاسین بن عبداللہ محجوب حسنی میر غنی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء)، فقیہ حنفی، منسک ملتقی الابحر کے شارح، صوفیاء کے سلسلہ میر غنیہ آپ کے والد گرامی سے منسوب ہے، مسجد حرم مکی میں حدیث وغیرہ علوم کے مدرس، شیخ صدیق کمال نے آپ سے فقہ وفرائض وغیرہ علوم اخذ کر کے ان میں کمال پایا۔(۱۱)

عملی زندگی

شیخ صدیق کمال نے مروجہ تعلیمی نصاب مکمل اور امتحان میں کامیابی حاصل کر لی تو پھر مسجد حرم میں مدرس تعینات ہوئے اور تمام عمر وہیں پر علم کی خدمت کرتے رہے، آپ عقلی ونقلی علوم اسلامیہ کے عظیم ماہر تھے۔

تلامذہ

آپ کے شاگردوں میں سے متعدد نے علم وفضل میں اعلیٰ مقام پایا جن میں سے اہم نام یہ ہیں:

✿ شیخ ابراہیم بن احمد بن موسیٰ عقیلی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور طائف میں وفات پائی، دو برس مدینہ منورہ میں مقیم رہ کر وہاں ے اکابر علماء بالخصوص شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث وغیرہ علوم اخذ کئے، شیخ سید ابراہیم رشیدی مصری شافعی ادریسی شاذلی رحمتہ اللہ علیہ کے مُرید، ماہر خطاط، مطوف، مدرس مسجد حرم مکی۔(۱۲)

✿ شیخ جمال بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۸ء)، محدث مفسر، فقیہ العصر، مرجع الفقہاء، صاحب فتاویٰ جمالیہ، شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے، شیخ العلماء ومفتی احناف، مسجد حرم مکی میں علم تفسیر کے مدرس، آپ نے شیخ صدیق کمال سے ابتدائی علوم پڑھے، مولانا عبدالقادر بدایونی کے استاد۔(۱۳)

✿ شیخ عباس بن جعفر بن صدیق رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)، مفسر، حافظ قرآن، مفتی احناف، امام ومدرس مسجد حرم مکی، آپ نے شیخ صدیق کمال سے فقہی علوم پڑھے، صاحب نشر النور نے آپ سے علم حدیث پڑھا۔(۱۴)

✿ شیخ عبدالقادر بن محمد علی خوقیر حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء)، حافظ قرآن، نادرۃ العصر واعجوبۃ الدھر، امام ومدرس حرم مکی۔(۱۵)

✿ شیخ سید محمد علی بن ظاہر وتری نجفی حسنی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء)، مدینہ منورہ

میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، محدث، مسند، فقیہ حنفی، سیاح، صوفی کامل، شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مدنی کے مرید و شاگرد خاص، مسجد نبوی میں علم حدیث کے مدرس، مولانا غلام دستگیر قصوری کی تصنیف ''تقدیس الوکیل'' کے مقرظ۔(۱۶)

اعتراف عظمت

شیخ صدیق کمال کی حیات مبارکہ میں اور آپ کے وصال کے بعد مکہ مکرمہ کے اہل علم نے اپنی تحریروں میں آپ کی عظمت کا اعتراف کیا اور آپ کے محاسن کو بیان کیا:

۞ شیخ سید حسن بن حسین حسینی رحمتہ اللہ علیہ جو مشہور ادیب و شاعر تھے انہوں نے ۱۲۷۶ھ یعنی شیخ صدیق کمال کی زندگی میں بارہ اشعار پر مشتمل آپ کا قصیدہ موزوں کیا اور اس کے آخری شعر میں آپ کے نام کو اس خوبصورتی سے سمودیا کہ اس شعر سے مذکورہ سن ہجری برآمد ہوا، شعر یہ ہے:

اَدَّخَتْهُ اَیدِی الکمال بِفَتْح

ِ وکساہ وقارَہ الصدیق

اَیدی۔۲۵ ، الکمال۔۱۲۲ ، بِفَتْحٍ۔۴۹۰ ، وکساہ۔۲ ۹ ، وقرہ۔۳۱۲ ، الصدیق۔۲۳۵=۱۲۷۶ھ(۱۷)

۞ شیخ سید احمد بن محمد حضراوی مکی شافعی شاذلی رحمتہ اللہ علیہ جو عالم جلیل مؤرخ حجاز ادیب و شاعر نیز مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ و صاحب تصانیف کثیرہ تھے، انہوں نے شیخ صدیق کمال کے شب و روز بچشم خود ملاحظہ کرنے کے بعد آپ کا تعارف حسب ذیل الفاظ میں کرایا:

" العالم الفاضل والعلم الکامل، محدث منیر، وفقیہ الی طریق الحق یشیر، المدرس بالحرم الشریف المکی، کان رحمہ اللہ رجلاً فاضلاً............ لہ تلامذۃ وخلان، واحوال مع اللہ فی السر والاعلان"۔(۱۸)

۞ شیخ عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرداد حنفی شہید رحمتہ اللہ علیہ جو مکہ مکرمہ شہر کے جسٹس و مسجد حرم میں شیخ الخطباء والائمہ نیز مدرس اور فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے، آپ نے شیخ صدیق کمال کے اوصاف کا یوں ذکر کیا:

" کان اماماً محدثاً مفسراً فرخیاً...... کریم الطبع حسن الاخلاق لطیف المذاکرۃ یحفظ النوادر واللطائف، شدید الغیرۃ فی الدین ملازماً للعبادات"۔(۱۹)

وفات

استاذ العلماء عارف باللہ شیخ صدیق کمال حنفی نے زندگی کے جملہ اوقات حدیث، فقہ وفرائض وغیرہ علوم کی درس وتدریس اور عبادت کے علاوہ علماء ومشائخ کی مجالس سے استفادہ میں گزارنے کے بعد جمعہ کے دن عصر کے بعد ۴ رجب ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور اگلے روز خانہ کعبہ کے سائے میں مفتی شافیعہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں اکابرین کا عظیم اجتماع دیکھنے میں آیا، پھر تاریخی قبرستان المعلیٰ میں شیخ عبدالوھاب بن ولی اللہ چشتی برھانپوری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰) کے احاطہ مزار میں آپ کی قبر بنی، آپ نے دو ہونہار فرزند شیخ علی کمال وشیخ صالح کمال یادگار چھوڑے۔(۲۱)

سیر وتراجم میں آپ کا سن وصال ۱۳۸۴ھ لکھا ہے ۲۲) جو یقیناً کاتب کی غلطی ہے لیکن صاحب اعلام المکیین نے مذکورہ سال ہی کو درست تسلیم کرتے ہوئے (۲۳) آپ کی عمر میں پوری ایک صدی کا اضافہ کر دیا۔

(۲) شیخ علی بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ)

ولادت ونام

آپ کی ولادت ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء یا ۱۲۵۴ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی، آپ کا پورا نام محمد علی کمال ہے (۲۴) لیکن علی کمال کے نام سے شہرت پائی۔

اساتذہ وتعلیم

ابتدائی تعلیم نیز فقہی علوم اپنے والد گرامی سے پڑھے علاوہ ازیں علماء مکہ مکرمہ اور وہاں پر وارد بعض علماء ہند نیز مدینہ منورہ میں علماء سے اخذ کیا، آپ کے اہم اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۞ شیخ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء)، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی، عز الاسلام والمسلمین، سلسلہ علویہ کے مرشد کبیر، کچھ عرصہ مجذوب رہے، صاحب تصانیف کثیرہ، آپ کی شرح علی الآجرومیۃ مدرسہ صولتیہ وغیرہ حجازی مدارس کے نصاب میں داخل رہی، مفتی شافعیہ وشیخ العلماء، مسجد حرم مکی میں حدیث، تفسیر، فقہ وتصوف وغیرہ علوم کے مدرس، خطہ ہند سے حجاز مقدس حاضر ہونے والے لاتعداد مشاہیر علماء نے آپ سے سند روایت واجازت حاصل کی، شیخ علی کمال کئی برس تک آپ کے حلقہ درس سے وابستہ رہے، جس دوران آپ سے جملہ اسلامی علوم اخذ کئے۔(۲۵)

۞ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء) دہلی کے قریب گاؤں

کیرانہ میں پیدا ہوئے پھر مکہ مکرمہ ہجرت کی اور وہیں پر وفات پائی، تحریک آزادی ہند کے رہنما، مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے بانی، استاذ العلماء، صاحب تصانیف مفیدہ، عیسائیت، شیعت اور وھابیت کی تردید میں فعال رہے، عثمانی خلیفہ سلطان عبدالعزیز خان مرحوم آپ کے قدردان تھے۔(۲۶)

۞ شیخ یاسین شامی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ علی کمال روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں شیخ شامی سے اخذ کیا۔(۲۷)

عملی زندگی

شیخ علی کمال نے تعلیم مکمل کر لی تو مسجد حرم مکی میں مدرس تعینات ہوئے اور پھر عمر بھر یہی شغل اپنائے رکھا، آپ متعدد علوم وفنون کے ماہر تھے لہذا بکثرت طلباء نے آپ سے نفع پایا، آپ چند برس جدہ شہر کی شرعی عدالت کے نائب قاضی رہے، آپ فتاویٰ کے اجراء اور عفت وعصمت میں مشہور، قناعت پسند، عفو درگزر سے کام لینے والے، متواضع، غرباء سے میل جول رکھنے اور محبت کرنے والے، باہم تنازعات کو خوش اسلوبی سے حل کرنے والے ودیگر اوصاف سے متصف تھے، آپ مکہ مکرمہ کے اجلہ علماء میں سے تھے۔

تلامذہ

شیخ علی کمال کے مشہور شاگردوں میں سے دو کے نام معلوم ہوسکے جو یہ ہیں:

۞ شیخ سید حسین بن صدیق بن زینی دحلان شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور انڈونیشیا میں وفات پائی، مبلغ اسلام، ادیب وشاعر، علامہ سید احمد دحلان کے بھتیجے، علامہ سید ابوبکر شطا مکی شافعی کے بھانجے، مدرس مسجد حرم مکی ونماز تراویح کے امام، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۸)

۞ شیخ محمد مرزوقی ابوحسین بن عبدالرحمٰن حسینی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء)، فقیہ حنفی، عثمانی عہد کے مکہ مکرمہ میں عدالت کے رکن جج اور سعودی عہد میں صدر جج رہے، متعدد اہم اداروں وتنظیمات کے رکن، مدرس مسجد حرم ونماز تراویح کے امام، فاضل بریلوی کے خلیفہ اور آپ کی دو تصنیفات کے مقرظ۔(۲۹)

فاضل بریلوی سے رابطہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی قادری رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ۔۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) اور شیخ صدیق کمال کے درمیان ملاقات نہیں ہوئی تھی، اس لئے کہ فاضل بریلوی ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں ہندوستان سے پہلی بار حجاز مقدس حاضر ہوئے تو شیخ صدیق کمال کی وفات پر گیارہ برس بیت چکے تھے لیکن

۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں فاضل بریلوی دوسری و آخری بار حجاز مقدس پہنچے تو شیخ صدیق کمال کے فرزندان کا علمی عروج تھا اور وہ مکہ مکرمہ میں موجود تھے، چنانچہ شیخ علی کمال اور فاضل بریلوی کے درمیان ملاقات ہوئی اور پھر شیخ علی کمال نے آپ کی دو تصنیفات حسام الحرمین والدولۃ المکیہ پر تقریظات لکھیں جو مطبوع ہیں، اول الذکر کتاب میں تقریظ کے آغاز میں آپ کا تعارف ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

" العلامة المحقق والفهامة المدقق مشرق سناء الفهوم مشرق ذكاء العلوم ذوالعلوم والافضال مولنا الشيخ على بن صديق كمال ادامه الله بالعزو الجمال"۔(۳۰)

اور شیخ علی کمال جو عمر میں فاضل بریلوی سے تقریباً اٹھارہ برس بڑے تھے انہوں نے تقریظ میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

" الشيخ الكبير والعلم الشهير مولنا وقدوتنا احمد رضا خان البريلوى سلمه الله واعانه على اعداء الدين المارقين بحرمة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم"۔(۳۱)

وفات

شیخ علی بن صدیق کمال نے علم وعمل سے بھرپور زندگی گزاری اور بیت اللہ کے جوار میں نیز اس شہر مقدس کے دیگر مقامات پر علم کی خدمت کے ذریعے امت محمدیہ کی بھرپور رہنمائی کی نیز عدالت سے ابستگی کے دوران اور نجی اوقات میں عدل وانصاف کے عمل کو تقویت پہنچائی، تا آنکہ ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر واقع ہے۔(۳۲)

(۳)

شیخ صالح بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۲ھ)

ولادت ونام

آپ ماہ ربیع الاول ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مکمل نام محمد صالح کمال ہے(۳۳) جبکہ صالح کمال کے نام سے شہرت پائی۔

اساتذہ وتعلیم

اپنے والد ماجد سے ابتدائی تعلیم پائی نیز ان کی نگرانی میں متعدد کتب کے متون حفظ کئے اور فقہ پڑھی، قرآن مجید حفظ کیا نیز تجوید سیکھی اور مسجد حرم میں نماز تراویح کے امام ہوئے جس کے ساتھ مزید حصول علم کا سلسلہ جاری رکھا، آپ کے دیگر اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۞ شیخ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ، آپ سے تفسیر، حدیث، لغت کے علوم پڑھ کر جملہ مرویات میں اجازت حاصل کی۔

۞ شیخ عبدالقادر بن محمد علی خوقیر رحمتہ اللہ علیہ، آپ سے علم فقہ اخذ کیا بالخصوص درمختار مع حاشیہ ابن عابدین پڑھی۔

۞ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ، آپ سے متعدد شرعی علوم پڑھے۔(۳۴)

۞ شیخ سید عمر بن محمد برکات بقاعی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء)، لبنان کے شہر بقاع میں پیدا ہوئے اور جامعہ ازہر قاہرہ میں پندرہ برس تک تعلیم حاصل کی جہاں شیخ ابراہیم باجوری رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے، پھر ۱۲۷۶ء کو مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے وہیں پر وفات پائی، مفسر، صاحب تصانیف وشاعر، شیخ صالح کمال نے آپ سے نحو، معانی، بیان، عروض وغیرہ علوم حاصل اخذ کئے۔(۳۵)

عملی زندگی

شیخ صالح کمال نے تعلیمی مراحل طے کر لئے تو مسجد حرم میں مدرس ہوئے، اور جب سید عبدالمطلب بن غالب حسنی (م۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء) تیسری وآخری بار گورنر مکہ مکرمہ کے منصب پر فائز ہوئے تو انہوں نے ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء میں آپ کو جدہ شہر کا قاضی تعینات کیا جہاں آپ نے دو برس تک خدمات انجام دیں پھر خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق غالب آیا اور اس شہر مقدس سے مزید عرصہ دور رہنا گوارا نہ ہوا، چنانچہ اس منصب کی ذمہ داری سے معذرت کر دی اور ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء کے آخر میں واپس مکہ مکرمہ چلے گئے جہاں درس کا سلسلہ پھر سے آگے بڑھایا، گورنر عبدالمطلب آپ کے قدردان تھے، مذکورہ گورنر نے وفات پائی تو ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے شیخ صالح کمال نے غسل وتکفین اور تدفین کی رسوم اپنے ہاتھوں انجام دیں۔(۳۶)

۱۲۹۹ھ کے آخری ایام میں سید عون رفیق پاشا حسنی (م۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) مکہ مکرمہ کے گورنر ہوئے تو شیخ صالح کمال ان کے بھی مقربین میں سے تھے اور وہ آپ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔(۳۷)

آپ ۱۳۰۳ھ میں مسجد حرم میں مدرس درجہ چہارم تھے (۳۸)، آپ کا طریقہ تدریس یہ تھا کہ پہلے زیر درس آیت یا حدیث پڑھی جاتی پھر آپ اس کی لغوی شرح بیان کرتے جس کے بعد اس سے مستنبط کردہ مسائل واحکامات کو سیر حاصل بیان فرماتے، آپ فقہ حنفی پر شیخ الاسلام برھان الدین علی بن ابوبکر فرغانی مرغینانی سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ (م۵۹۳ھ/ ۱۱۹۷ء) کی تصنیف "الھدایة فی شرح البدایة" کے درس پر خاص مہارت رکھتے تھے اور بالعموم اس کتاب کی تعریف وتوصیف کیا کرتے اور فرماتے الھدایہ بے مثل

تصنیف ہے۔

گورنر عون نے ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء میں شیخ صالح کمال کو مسجد حرم کے امام وخطیب کے علاوہ ''مفتی احناف'' کے منصب پر تعینات کیا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد آپ آخر الذکر منصب سے مستعفی ہوگئے۔(۳۹)

ان دنوں مکہ مکرمہ وغیرہ کے محکمہ عدل میں اعلیٰ مناصب پر تعیناتی کا کام دار الخلافہ استنبول میں واقع ''شیخ الاسلام'' کی براہ راست نگرانی میں تھا اور ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں قاضی مکہ مکرمہ الحاج ضیاء الدین بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ قاضی کا منصب بھی شیخ صالح کمال کے سپرد کیا گیا، آپ مفتی احناف اور قاضی مکہ مکرمہ کے اعلیٰ ترین مناصب پر بیک وقت فائز رہے جس دوران ان کی جملہ ذمہ داریاں احسن طریقہ سے انجام دیں، آپ کمرہ عدالت سے باہر بھی لوگوں کے تنازعات حل کرنے میں ہر ممکن سعی سے کام لیتے، شعبان ۱۳۰۵ھ میں شہر کے دو قبائل کے درمیان تنازعہ نے نازک صورت اختیار کرلی تو آپ ذاتی حیثیت سے وہاں گئے اور مختصر وقت میں اس معاملہ کو خوش اسلوبی سے حل کرکے پائیدار صلح کی بنیاد فراہم کی۔

شیخ صالح کمال نے اتحاد بین المسلمین اور خلافت اسلامیہ کی بقاء واستحکام کے لئے کی گئی کوششوں میں عملی حصہ لیا، یہ ترکی کے عثمانی خاندان کا دور حکومت تھا اور اسلامی مملکت عثمانیہ کی حدود تین براعظم تک پھیلی ہوئی تھیں اور آج کی عرب دنیا کے اکثر ممالک اس مملکت میں شامل تھے، پھر اس عظیم الشان ملک کا زوال شروع ہوا تو علیحدگی پسند افراد کی ہمت بڑھی، ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء میں یمن میں زیدی مذہب پر عمل پیرا بعض قبائل نے سید محمد بن یحییٰ حمید الدین حسنی علوی طالبی (م ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء) کو اپنا امام تسلیم کرتے ہوئے صنعاء شہر کے نواح میں کچھ علاقوں کو خلافت عثمانیہ سے الگ کرکے خودمختاری کا اعلان کردیا، اس پر عثمانی افواج اور امام یمن کے حامیوں کے درمیان مسلح جھڑپیں شروع ہوگئیں، یہ سلسلہ جاری تھا کہ امام یمن نے وفات پائی (۴۰) اور ان کی جگہ ان کے فرزند سید یحییٰ بن محمد بن یحییٰ طالبی (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) امام قرار پائے جنہوں نے صنعاء شہر پر قبضہ کرکے یمن پر اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا (۴۱) اور اپنی مسلح کاروائیاں مزید تیز کردیں۔

یہ عثمانی خلیفہ خادم حرمین شریفین ومسجد اقصیٰ سلطان عبدالحمید خان دوم (م ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء) کے دور حکومت کے واقعات ہیں، انہوں نے (۴۲) یمن میں رونما اس شورش کے خاتمہ کیلئے فریق مخالف سے مذاکرات کی راہ اپنائی اور ان کے حکم پر گورنر مکہ مکرمہ سید علی پاشا بن عبداللہ حسنی (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) نے مکہ مکرمہ کے اکابر علماء واعیان پر مشتمل ایک وفد ترتیب دے کر صنعاء روانہ کیا، شیخ صالح کمال اس وفد کے رکن تھے۔(۴۳)

۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں اس وقت کے مفتی احناف شیخ عبداللہ بن عباس بن صدیق رحمتہ اللہ علیہ کی

صدارت میں یہ وفد مکہ مکرمہ سے صنعاء پہنچا جہاں ان کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا، پھر خوش گوار ماحول میں مذاکرات شروع ہوئے لیکن ایک غیر متوقع صورت یہ پیش آئی کہ وفد کے سربراہ شیخ عبداللہ نے دوران مذاکرات اچانک وفات پائی (۴۴) چنانچہ یہ سفارتی مہم متاثر ہوئی اور یہ بات چیت ادھوری رہی، اس وفد کے اراکین اپنے سربراہ کو صنعاء ہی میں سپرد خاک کرکے مکہ مکرمہ واپس آگئے (۴۵) یہ خلافت عثمانیہ کی داستان زوال کا ایک باب ہے، آئندہ دنوں میں برطانوی حکومت کی سازشیں اور عرب وترک قوم پرستوں کی مرکز گریز سرگرمیوں میں تیزی آئی جس کے نتیجہ میں قوم پرست رہنما مصطفیٰ کمال پاشا کی صدارت میں تشکیل دی گئی پارلیمنٹ نے ۳/ مارچ ۱۹۲۴ء کو ایک قرارداد منظور کرکے خلافت عثمانیہ کے کلی خاتمہ کا اعلان کیا، یوں چھ سو چھبیس برس بعد خلافت عثمانیہ ختم ہوگئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے شیخ صالح کمال کو یہ جانکاہ واقعات دیکھنے سے محفوظ رکھا اور آپ ان کے ظہور پذیر ہونے سے قبل وفات پاچکے تھے۔

۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء میں شیخ محمد سعید بابصیل مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ جو ''شیخ العلماء'' کے منصب جلیل پر تعینات تھے، انہوں نے وفات پائی (۴۶) تو ان ایام کے گورنر مکہ مکرمہ سید حسین بن علی حسنی (م ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء) نے ان کی جگہ شیخ صالح کمال کو شیخ العلماء مقرر کیا (۴۷) جس پر آپ نے اپنی وفات تک خدمات انجام دیں، یہ مکہ مکرمہ میں موجود جملہ دینی مناصب کے سربراہ کی حیثیت رکھتا تھا، اس کی ذمہ داریاں سنبھالنے پر محلّہ قشاشیہ کے باشندوں نے شیخ صالح کمال کے اعزاز وتکریم میں ایک عظیم الشان تقریب منعقد کی جس میں علماء ومشائخ اور دیگر اعیان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

شیخ صالح کمال مختلف اوقات میں بدعات کے قلع قمع سے بھی غافل نہیں رہے اور ان کے ازالہ وروک تھام کے لئے آواز بلند کی، ان دنوں حج کے موقع پر حجاز کی قیام گاہ منیٰ کے میدان میں نماز کی اطلاع کے لئے توپ کا گولہ داغا جاتا اور خیموں کو زیب وزینت سے آراستہ کرکے ان میں بڑے بڑے فانوس روشن کئے جاتے نیز آتش بازی کے مظاہرہ کا اہتمام ہوتا، گویا میلے کا سا سماں ہوتا، آپ نے ان افعال کو اسراف قرار دیا اور ان کی مخالفت میں نمایاں تھے۔

آپ کے استاد شیخ عبدالقادر خوقیر حنفی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ابوبکر بن محمد عارف خوقیر نے ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں وھابیت اختیار کرنے کا اعلان کیا جو مکہ مکرمہ میں یہ عقیدہ اپنانے والے اولین مقامی عالم واہم فرد تھے، اس پر شیخ صالح کمال اور شیخ ابوبکر خوقیر کے درمیان تحریر وتقریر کے ذریعے معرکہ برپا رہا، اور یہ یہ شیخ صالح کمال ودیگر علماء مکہ کی سعی کا نتیجہ تھا کہ شیخ ابوبکر کی مکہ مکرمہ میں مذکورہ افکار پھیلانے کی تمام کوشش ناکام ہوئی، یہ صورت حال برقرار رہی تا آنکہ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء میں نجد کے ال سعود خاندان نے مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز مقدس پر قبضہ کرلیا تو شیخ ابوبکر خوقیر کو نجدی حکومت کی مدد حاصل ہوئی (۴۸) جبکہ شیخ صالح کمال اس انقلاب سے تقریباً ایک عشرہ قبل وفات پاچکے تھے۔

تلامذہ

شیخ صالح کمال کے مشہور شاگردوں میں سے چند کے نام یہ ہیں:

✿ شیخ بکر بن سید ارشد تبتنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) انڈونیشیا کے شہر جاوا کے نواح میں گاؤں شیتکو میں پیدا ہوئے اور مقامی علماء سے استفادہ کے بعد مزید حصول علم کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں شیخ صالح کمال وغیرہ اکابرین کی شاگردی اختیار کی پھر واپس وطن جا کر سمفور نامی گاؤں میں سکونت اختیار کر کے وہاں مدرسہ قائم کیا اور عمر بھر وہیں پر درس وتدریس اور عبادت میں مشغول رہے، تقریباً ایک سو اٹھائیس برس کی عمر میں وہیں وفات پائی۔(۴۹)

✿ شیخ عبدالقادر کردی رحمۃ اللہ علیہ، مکہ مکرمہ کے عالم جلیل، آپ نے مفتی شافعیہ سید عبداللہ بن محمد صالح زواوی مکی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "**تحفة الانام فی مآثر البلدالحرام**" کا عربی سے ترکی زبان میں ترجمہ کیا جسے مطبع ماجدیہ مکہ مکرمہ نے ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء میں طبع کیا، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۵۰)

✿ شیخ سید عبدالقادر بن محمد سقاف رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، جنوبی یمن کے علاقہ حضر موت کے شہر قیدون میں قبر واقع ہے، حرمین شریفین جا کر وہاں کے اکابرین سے تعلیم پائی، سلسلہ علویہ کے مرشد، مصر، انڈونیشیا وغیرہ میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔(۵۱)

✿ شیخ عرابی بن محمد صالح سجینی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء)، طائف میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی، مدرس مسجد حرم، مطوف، مکہ مکرمہ عدالت کے نائب رئیس قاضی، بیت المال کے معتمد، نائب مجلس اوقاف۔(۵۲)

✿ شیخ محمد سلطان بن محمد اورون معصومی (۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء میں زندہ)، خجندہ کے ایک حنفی گھرانے میں پیدا ہوئے اور خوقند، بخارا، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بیت المقدس اور قاہرہ کے سفر کر کے وہاں کے علماء سے اخذ کیا پھر ترک تقلید کے داعی ہوئے اور عربی میں "**ھل المسلم ملزم باتباع مذھب معین من المذاھب الاربعة**" نامی کتابچہ لکھ کر وھابیہ سے داد پائی، آئندہ دنوں میں اس کے اُردو وغیرہ زبانوں میں تراجم کر کے مفت تقسیم کئے گئے، مکہ مکرمہ میں وفات پائی، آپ نے شیخ صالح کمال سے **الاوائل العجلونیة** پڑھی۔(۵۳)

✿ شیخ سید محمد علی بن حسن بن محمد صالح کتبی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء)، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں وفات پائی، عالم وادیب، ماہر خطاط، ھاشمی عہد کے مکہ مکرمہ میں شاہی کاتب، سعودی عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔(۵۴)

✡ شیخ محمد کامل سندھی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء)، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پروفات پائی، مدرس مسجد حرم نیز مسجد سے وابستہ تمام عملہ کے عمومی نگران۔(۵۵)

✡ شیخ محمد مرزوقی ابوحسین بن عبدالرحمٰن مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔

✡ شیخ محمد یحییٰ بن امان اللہ بن عبداللہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء)، مدرس مسجد حرم مکی و مدرسہ فلاح، قاضی طائف، صاحب تصانیف، آپ نے شیخ صالح سے **كفاية العوام حاشيه باجوری، اتمام الدراية شرح النقاية للسيوطی** اور **شرح ابن عقيل** پڑھیں، آپ کے والد ماجد بھی شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے۔(۵۶)

تصنیفات

شیخ صالح کمال کی جن تصنیفات کے نام معلوم ہوسکے وہ حسب ذیل ہیں:

✡ **تبصرة الصبيان فی الفقه الحنفی**

✡ **رسالة فی مقتل سيدنا الحسين**، سانحہ کربلا کا بیان۔(۵۷)

✡ **رفع الخصام بين صاحب الصارم و صاحب شفاء السقام**، زیارت روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز پر شیخ الاسلام علامہ تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی مصری رحمۃ اللہ علیہ (م۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء) کی تصنیف "**شفاء السقام فی زيارة خير الانام**" اور اس کے انکار پر شیخ محمد بن احمد بن عبدالهادی حنبلی المعروف بہ ابن قدامہ مقدسی (م۷۴۴ھ/۱۳۴۳ء) کی "**الصارم المنكی فی الرد علیٰ ابن السبكی**" کا تقابلی جائزہ، مخطوط مخزونہ مکتبہ مکہ مکرمہ زیر نمبر ۵۰/ فتاویٰ، صفحات ۱۳۔(۵۸)

✡ **القول المختصر المفيد لاهل الانصاف فی بيان الدليل لعمل اسقاط الصلاة والصوم المشهور عندالاحناف**، نماز روزہ کے بارے میں حیلہ اسقاط پر مذہب احناف کے دلائل، یہ ۱۳۲۸ھ کو آپ کے ذاتی اخراجات پر مطبع ماجدیہ مکہ مکرمہ نے طبع کی اور ڈاکٹر شامخ (۵۹) نیز ڈاکٹر عزت (۶۰) نے اس ایڈیشن کے سرورق کا عکس اپنی کتب میں دیا ہے، اور ڈاکٹر خبیب کے بقول یہ کتاب پندرہ صفحات پر طبع ہوئی (۶۱) پروفیسر علامہ سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی (پ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۴ء) بانی جامعہ الزہراء اہل سنت راولپنڈی نے اس کا اردو ترجمہ "حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت" کے نام سے کیا جسے آستانہ عالیہ مرشد آباد پشاور نے شائع کیا۔

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ

تیرھویں صدی ہجری مسلمانان عالم کے لئے ہر پہلو سے زوال کی صدی تھی، جس دوران سیاست ،صنعت، علم، تجارت، عسکری قوت غرضیکہ زندگی کے ہر اہم شعبہ میں تنزل وجمود کی کیفیت نمایاں ہوئی جس کے نتیجہ میں پوری اسلامی دنیا استعماری قوتوں کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ گئی، مزید آفت یہ کہ اس صدی میں اعتقادی فساد برپا ہوا، اگر بطور خاص خطہ ہند پر نظر ڈالی جائے تو یہاں کے مسلمانوں میں اعتقادی انتشار وتقسیم کی ابتداء اس وقت ہوئی جب شاہ اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کی دو تصنیفات ''صراط مستقیم'' ۱۲۳۸ھ/ ۱۸۲۲ء میں اور ''تقویت الایمان'' ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۶ء میں پہلی بار شائع ہوئیں۔

آئندہ دنوں میں مولوی رشید احمد گنگوھی کی تصنیف ''براھین قاطعہ'' جو ان کے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی تو اس کے انداز تحریر نے اسلامیان ہند کو واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جو آج تک برقرار ہے(۶۲) اور یہی وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے شیخ صالح کمال کا خطہ ہند کے علماء کرام سے پہلا اہم رابطہ ہوا۔

علمائے لاہور کے سرتاج مولانا غلام دستگیر قصوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) نے براھین قاطعہ کی عبارات کے رد میں ضخیم کتاب ''تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل'' اردو میں تالیف کی اور اس کی تلخیص کا خود ہی عربی ترجمہ کر کے ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء میں لاہور سے حجاز مقدس پہنچے، جہاں تقریباً ایک برس مقیم رہے، جس دوران اسے مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے اکابر علماء کے سامنے پیش کیا، شیخ صالح کمال نہ صرف مفتی بلکہ قاضی تعینات رہ چکے تھے لہذا اس شرعی قضیہ میں آپ کی رائے اہمیت رکھتی تھی، چنانچہ مولانا قصوری نے اسے آپ کے سامنے رکھا جس پر شیخ صالح کمال نے براھین قاطعہ میں مذکر افکار کو مردود قرار دیتے ہوئے تقدیس الوکیل پر تقریظ قلمبند کی، مولانا قصوری کی اس کتاب کے اردو متن کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں جس میں شیخ صالح کمال وغیرہ علمائے حرمین شریفین کی تقریظات کے اردو تراجم شامل ہیں۔

فاضل بریلوی سے رابطہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور شیخ صالح کمال کے درمیان عملی تعارف کا آغاز اس وقت ہوا جب دیوبندی افکار کے اکابرین نے صراط مستقیم ،تقویۃ الایمان، براھین قاطعہ کے مندرجات کی مکمل تائید اور دفاع کا راستہ اختیار کیا اور علماء اہل سنت وجماعت کی طرف سے بھر پور مزاحمت کے نتیجہ میں ان کتب کے مؤیدین میں سے کچھ نے بعض معتزلہ افراد کی حمایت سے انجمن ندوۃ العلماء لکھنؤ کی بنیاد رکھ کر اس کے منبر سے فرقہ واریت کے خاتمہ کا حسین نعرہ بلند کیا اور صلح کلیت کا لبادہ اوڑھ کر اس مزاحمت کو بے اثر کرنے کی کوشش کی۔

انجمن ندوۃ العلماء کا تاسیسی اجلاس ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء میں مدرسہ فیض عام کانپور میں ہوا جس میں

فاضل بریلوی نے بھی شرکت کی لیکن آئندہ دنوں میں آپ جیسے ہی اس کے قیام کے اصل مقاصد پر مطلع ہوئے، آپ نے نہ صرف اس سے علیحدگی اختیار کرلی بلکہ پھر عمر بھر اس کے عزائم کو بے نقاب کرنے میں قلم کا بھرپور استعمال کیا اور اردو میں اس موضوع پر کئی ایک کتابیں لکھیں، اسی ضمن میں آپ نے ندوی افکار کی جزئیات پر عربی میں اٹھائیس سوالات مرتب کر کے خود ہی ان کے جوابات قلمبند کئے پھر یہ مفصل شرعی فتویٰ بعض حجاج کے ذریعے علماء حرمین شریفین کی خدمت میں ارسال کیا تا کہ اس بارے میں ان کی گراں قدر رائے معلوم کی جاسکے، چنانچہ مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے بیس سے زائد علماء کرام نے اس کے مندرجات کی تائید وتوثیق میں فتاوے وتقریظات لکھیں جن میں شیخ صالح کمال کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔(٦٣)

یہ کتاب ''فتاویٰ الحرمین برجف ندوة المین'' کے تاریخی نام سے ١٣١٧ھ میں بمبئی سے بعدازاں اردو ترجمہ کے ساتھ لاہور سے شائع ہوئی علاوہ ازیں شیخ حسین حلمی ایشیق حنفی نقشبندی مجددی خالدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے استنبول سے اس کے عربی متن کے متعدد ایڈیشن شائع کئے، اور یہی کتاب فاضل بریلوی وشیخ صالح کمال کے درمیان رابطہ کی پہلی کڑی ہے۔

فتاویٰ الحرمین کی اشاعت کے تقریباً چھ برس بعد ١٣٢٣ھ/ ١٩٠٥ء میں فاضل بریلوی حجاز مقدس پہنچے تو ان دنوں شیخ صالح کمال مسجد حرم مکی میں امام وخطیب ومدرس کے فرائض انجام دے رہے تھے جب کہ قاضی جدہ ومکہ مکرمہ نیز مفتی احناف کے مناصب ترک کئے ایک عرصہ بیت چکا تھا، اس موقع پر ان دونوں اکابرین کے درمیان پہلی باقاعدہ ملاقات کس پس منظر میں ہوئی، اس کی تفصیل فاضل بریلوی نے خود یوں بیان کی:

> ''اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی...... وہ حکمت الٰہیہ یہاں (مکہ مکرمہ) آکر کھلی، سننے میں آیا ہے وھابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزراء ریاست ودیگر اہل ثروت بھی ہیں، حضرت شریف (گورنر مکہ مرمہ) تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولنا صالح کمال سابق قاضی مکہ ومفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے، میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا،
> حضرت مولنا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے، میں نے بعد سلام ومصافحہ مسئلہ علم غیب پر تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اسے آیات واحادیث واقوال ائمہ سے ثابت کیا......''(٦٤)

اس کے بعد فاضل بریلوی وشیخ صالح کمال کے درمیان اس موضوع پر گفتگو جاری رہی، ٢٥ ر ذی الحجہ ١٣٢٣ھ کو نماز عصر کے بعد مسجد حرم مکی کے کتب خانہ میں دونوں علماء میں پھر ملاقات ہوئی جس کا سبب

خود فاضل بریلوی نے یہ بتایا:

''حضرت مولنا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے، مجھ سے فرمایا یہ سوال وھابیہ نے حضرت سیدنا (گورنر مکہ مکرمہ) کے ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے''۔(٦٥)

مسلمانوں کے اس دور زوال میں جو اعتقادی و فکری مباحث پورے زور شور سے منظر عام پر آئے انہی میں ایک موضوع علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین والمرسلین حبیب رب العالمین سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علوم عطا فرمائے، آپ کی امت کہلانے والے چند افراد نے ان علوم کی حدود تعین کرنے کی جسارت کرتے ہوئے ایسے کلمات اور تضادات اپنی کتب میں چھوڑے کہ استدلال اور عدل وانصاف کے الفاظ بے معنی ہو کر رہ گئے، گورنر مکہ مکرمہ و شیخ صالح کمال کی وساطت سے علم غیب کے بارے میں سوالات کا فاضل بریلوی کو پیش کرنا اسی جسارت کی ایک کڑی تھی۔

معلوم رہے کہ مسئلہ علم غیب پر عرب وعجم کے علماء اہل سنت اور دیگر منصف مزاج اہل علم نے فاضل بریلوی سے قبل اور آپ کے بعد عربی زبان میں متعدد کتب تصنیف کر کے اس موضوع کو بخوبی واضح کیا، ایسی چند کتب کے نام یہ ہیں:

۞ **ملاك الطلب فی جواب استاذ حلب**، تصنیف محدث مسند خطیب، ادیب ومراکش کے شہر سلجماسہ کے قاضی شیخ عبدالملک بن محمد تاجموعتی رحمۃ اللہ علیہ (م ١١١٨ھ/ ١٧٠٦ء)، علوم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عارف باللہ شیخ احمد بن عبدالحی حلبی رحمۃ اللہ علیہ مدفون فاس مراکش کے پیش کردہ سوال کے جواب میں تصنیف کی گئی، جس میں معاصر شیخ حسن بن مسعود یوسی فاسی (م ١١٠٢ھ/ ١٦٩١ء) کا رد کیا گیا۔

۞ **خلع الاطمار الیوسیة بدفع الامطار الیوسیة**، شیخ عبدالملک بن محمد تاجموعتی، شیخ جسن یوسی ک ء تعاقب میں آپ کی دوسری تصنیف، فاضل بریلوی کے مراکشی خلیفہ محدث خلیفہ محدث ومسند علامہ سید محمد عبدالحیٔ کتانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے ذخیرہ کتب میں اس کا قلمی نسخہ موجود تھا جس پر خود مصنف کے قلم سے تصحیحات درج تھیں۔(٦٦)

۞ **الکشف والتبیان عما خفی عن الاعیان، فی سر آیة، ماکنت تدری ما الکتاب والایمان**، صوفیاء کے سلسلہ کتانیہ کے بانی وصاحب تصانیف کثیرہ علامہ سید محمد بن عبدالکبیر کتانی مالکی شہید رحمۃ اللہ علیہ (م ١٣٢٧ھ/ ١٩٠٧ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ علامہ سید عبدالحیٔ کتانی کے بڑے بھائی، مطبوعہ فاس ١٣٣٢ھ، صفحات ٦٤۔(٦٧)

۞ **الیاقوت والمرجان، فی العلم النبوی**، علامہ سید محمد بن عبدالکبیر کتانی مالکی شہید۔(۶۸)

۞ **النیر الوضی فی علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم**، مولانا قاضی محمد نور قادری چکوڑوی چکوالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴ء تقریباً)، مصنف نے فاضل بریلوی سے سند روایت حدیث حاصل کی، غیر مطبوع۔(۶۹)

۞ **جلاء القلوب من الاصداء الغیبیۃ ببیان احاطہ علیہ السلام بالعلوم الکونیۃ**، محدث کبیر وصاحب **الرسالۃ المستطرفۃ** علامہ سید محمد بن جعفر کتانی مالکی فاسی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء)، تین ضخیم جلدوں زیر طبع، مصنف نے فاضل بریلوی کی تصنیف الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھی جو غیر مطبوع ہے۔(۷۰)

۞ **التحقیق المصون فی علم الغیب بما کان یکون**، شیخ عبدالستار بن عبدالوہاب دہلوی مکی (م ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء)، مخطوط مخزونہ مکتبہ حرم مکی زیر نمبر ۲۱۳۲ بخط مصنف۔(۷۱)

۞ **کشف رین الریب عن مسئا لۃ علم الغیب**، مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء)، مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد۔(۷۲)

۞ **مطابقۃ الاختراعات العصریۃ بما اخبر عنہ خیر البریۃ**، محدث اعظم مراکش صاحب تصانیف کثیر علامہ سید احمد بن محمد صدیق غماری حسنی ازہری شافعی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء)، متعدد ایڈیشن طبع ہوئے، حال ہی میں اس کی تلخیص شائع ہوئی، اس کا مکمل اردو ترجمہ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی میں قسط وار اور بعد ازاں لاہور سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔

۞ **الفضل الاعلم علیٰ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، فی تفسیر قولہ تعالیٰ، وعلمك مالم تکن تعلم**، علامہ سید محمد صالح بن احمد خطیب حسنی قادری شافعی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء)۔(۷۳)

۞ **علم الغیب**، ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی حفظہ اللہ تعالیٰ (پ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء)، اردو سے عربی ترجمہ مفتی محمد مکرم احمد مجددی دہلوی، مطبوعہ کراچی، دوسرا ترجمہ مولانا سید فخر الدین اویسی، مطبوعہ ڈربن ساؤتھ افریقہ۔(۷۴)

الغرض شیخ صالح کمال کے پیش کردہ سوالات کا فاضل بریلوی نے مفصل جواب لکھا اور پھر مسجد حرم مکی کے شیخ الخطباء والائمہ شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ مرداد حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) کی

خواہش پر(۷۵) فاضل بریلوی نے اس میں غیوب خمسہ کی بحث کا اضافہ کیا(۷۶)، پھر اس کا مبیضہ تیار کر کے اس کتاب کا تاریخی نام ''الدولة المكية بالمادة الغيبية'' رکھا اور یہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی۔(۷۷)

شیخ صالح کمال نے اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو گورنر مکہ کے یہاں تشریف لے گئے، ان دنوں سید علی پاشا بن عبداللہ حسنی مکہ مکرمہ کے گورنر تھے اور بقول فاضل بریلوی ذی علم تھے(۷۸) عشاء کی نماز کے بعد نصف شب تک گورنر کا دربار منعقد ہوتا تھا، اس روز دربار میں فاضل بریلوی کے علاوہ شہر کے علماء واعیان اور دیگر شخصیات حاضر ہوئیں، پھر شیخ صالح کمال نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا:

''اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اُٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا''۔(۷۹)

گورنر نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا، شیخ صالح کمال نے پڑھنا شروع کی، اس کے دلائل قاہرہ سن کر گورنر نے بآواز بلند فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ(وھابیہ) منع کرتے ہیں''۔(۸۰)

نصف شب تک نصف کتاب سنائی گئی تو دربار برخواست ہونے کا وقت آگیا، اس دوران شیخ صالح کمال نے گورنر سے خلیل احمد انبیٹھی کے عقائد ضالہ اور کتاب براھین قاطعہ کا ذکر بھی کردیا تھا، انبیٹھی صاحب کو خبر ہوئی تو دوسرے روز شیخ صالح کمال کے ہاں پہنچے اور آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی لیکن اپنے عزائم میں ناکام ہوکر رات ہی جدہ فرار ہوگئے، صبح کو حضرت مولانا صالح کمال، فاضل بریلوی کے پاس تشریف لے گئے اور خود یہ واقع بیان کیا۔(۸۱)

مذکورہ بالا واقعات پیش آنے تک شیخ صالح کمال آپ کے علم وفضل پر بخوبی آگاہ ہوچکے تھے، چنانچہ فاضل بریلوی کے ساتھ آپ کے روابط اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ مزید آگے بڑھا، فاضل بریلوی نے آپ سے ملاقاتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا، مولنا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولنا محمد سعید بابصیل اور مولنا عبدالحق مہاجر الہٰ آبادی اور کتب خانے میں مولنا سید اسماعیل کے پاس، رحمتہ اللہ علیھم اجمعین، یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا، مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں(۸۲)، تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور

اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا، جس زمانہ میں قاضی مکہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے، فقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا، بشاشت وخوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال وکبیدگی، اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی''۔(۸۳)

''مکہ مکرمہ میں پلنگ کا رواج نہیں بالا خانوں میں زمین پر فرش ہیں، اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسماعیل وحضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا، ایام مرض میں مَیں اسی پر سوتا تھا اور علماء وعظماء عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے میں اس سے نادم ہوتا، ہر چند چاہتا کہ نیچے اتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے''۔(۸۴)

فاضل بریلوی مناسک حج ادا کر چکے تھے، بخار کا مرض شدت اختیار کئے ہوئے تھا، مدینہ منورہ حاضری کا مرحلہ ابھی طے نہیں ہوا تھا، اس حالت میں شوق مدینہ طیبہ غالب تھا کہ ایک روز آپ نے فرمایا! روضہ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے، اس پر حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواباً فرمایا:

''ہرگز نہیں بلکہ آپ روضہ انور پر اب حاضر ہو کر پھر حاضر ہوں، پھر حاضر ہوں پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو''۔(۸۵)

ایک اور مجلس میں مولانا شیخ صالح کمال نے فاضل بریلوی کو مکہ مکرمہ میں شادی اور مستقل قیام کی تجویز پیش کی۔(۸۶)

شیخ صالح کمال نے فاضل بریلوی کی امامت میں متعدد بار نماز ادا فرمائی، جس کی صورت یوں پیش آئی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز عصر کا وقت دو مثل سایہ گزر کر ہے، لیکن ان دنوں مسجد حرم مکی میں حنفی مصلّیٰ پر یہ نماز قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق مثل دوم کے شروع میں پڑھی جاتی، اس بارے میں فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

''فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام اعظم سے عدول نہیں کرتا چنانچہ میں اس جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال حضرت مولانا سید اسماعیل ودیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے''۔(۸۷)

فاضل بریلوی کے اسی قیام مکہ مکرمہ کے دوران شیخ صالح کمال نے آپ کی مزید تین تصنیفات **حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ** اور **کفل الفقیہ** پر تقریظات لکھیں اور اول الذکر کتاب پر تقریظ میں فاضل بریلوی کو ان الفاظ سے یاد کیا:

"العالم العلامة بحر الفضائل وقرة عيون العلماء الاماثل مولانا اشيخ المحقق بركة الزمان احمد رضا خان البريلوی حفظه الله والبقاه ومن كل سوء ومكروه وقاه امابعد فعليكم السلام ايها الامام المقدام ورحمته الله وبركاته علی الدوام"۔(۸۸)

شیخ صالح کمال مکہ مکرمہ کے عالم کبیر نیز عمر میں فاضل بریلوی سے تقریباً نو برس بڑے تھے لیکن آپ سے استفادہ کرنے میں کسی بات کو آڑے نہیں آنے دیا، شیخ صالح کمال کی شدید خواہش پر فاضل بریلوی نے ۹ر صفر ۱۳۲۴ھ کے روز آپ کو انسٹھ علوم، قرآن مجید، حدیث، فقہ، تصوف، صوفیاء کے مشہور سلاسل، قصیدہ غوثیہ، صلاۃ غوثیہ، اوراد و وظائف وغیرہ کی متداول کتب میں سند روایت و اجازت بنام" الاجازة الرضوية لمبجل نكة البهية" مرتب کر کے عطا کی (۸۹) فاضل بریلوی کے الفاظ یہ ہیں:

"حضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھ دیا"۔(۹۰)

فاضل بریلوی مکہ مکرمہ میں تقریباً تین ماہ قیام کے بعد ۲۴ر صفر ۱۳۲۴ھ کو مدینہ منورہ روانہ ہو گئے اور وہاں کی حاضری کے بعد واپس وطن آ گئے، لیکن شیخ صالح کمال کے دل و دماغ میں آپ کی یاد باقی رہی، چنانچہ فاضل بریلوی کے خلیفہ مکتبہ حرم مکی کے نگران سید اسماعیل بن خلیل حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ر رجب ۱۳۲۴ھ کو مکہ مکرمہ سے ایک خط آپ کی خدمت میں بریلی ارسال کیا تو اس میں شیخ صالح کمال وغیرہ مکی احباب کی خیریت و مشاغل کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا:

"سیدی شیخ صالح کمال تو ہر مجلس میں آپ کے کمالات بیان کرتے رہتے ہیں"۔(۹۱)

اعترافِ عظمت

۞ شیخ صالح کمال کی زندگی میں ان کی جو تصنیف مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی اس کے سرورق پر آپ کا اسم گرامی ان القاب کے ساتھ درج ہے:

" العالم الفاضل والاستاذ الكامل عندة العلماء الاعلام ببلد الله الحرام العلامة الشيخ محمد صالح كمال الحنفی مفتی السادة الاحناف بمكة المكرمة سابقا والمدرس والخطيب والامام بالمسجد الحرام المكی ابن المرحوم العلامة المحقق والدراكة الدقق الشيخ صديق كمال نفع الله بعلومهما المسلمين وعزز بار شاد هما شريعة سيد المرسلين آمين"۔(۹۲)

۞ عبدالمحسن بن یعقوب صحاف (م ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء) مکہ مکرمہ کے مشہور شاعر تھے(۹۳) شیخ صالح کمال نے شیخ العلماء کا منصب سنبھالا تو آپ کے اعزاز میں اہل مکہ نے جو تقریب منعقد کی، اس میں انہوں نے آپ کی مدح میں قصیدہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے:

کـمـال عـلـمك قـد زانـت بـه الـرتـب
ومـكـة عـمـهـا مـن فـخـرهـا الـطـرب(۹۴)

۞ شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو مکہ مکرمہ کے معمر عالم و مسجد حرم میں تفسیر، حدیث، فقہ واصول اور مسجد نبوی میں کتاب الشفاء کے مدرس نیز صاحب تصانیف تھے، آپ خانہ کعبہ کے مقام ملتزم پر نماز کے لئے موجود تھے کہ شیخ صالح کمال کے جنازہ کی آمد پر مطلع ہوئے، اس پر آپ نے شیخ صالح کمال کے علمی مقام کے اعتراف میں یہ الفاظ کہے:

"اليوم مات فقه ابی حنيفة"۔(۹۵)

۞ قاضی مکہ مکرمہ و مسجد حرم کے شیخ الخطباء والائمہ نیز فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد حنفی شہید رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہوئے:

" صالح بن صديق بن عبدالرحمن كمال الحنفی العالم الجليل الهمام المدرس بالمسجد الحرام القدوة الفقيه العلامه الفهامه النبيه"۔(۹۶)

۞ شیخ صالح کمال کی وفات کے چند عشرے بعد ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء میں ان کے شاگرد شیخ محمد یحییٰ بن امان مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تحریر میں استادگرامی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا:

" فضيلة الاستاذ الاكبر والمحقق المدقق ذی الوجه الانور مفتی السادة الحنفيه فقيه الحجاز يين على الاطلاق بقية السلف وعمدة الخلف صالح بن صديق كمال"۔(۹۷)

۞ فاضل بریلوی کی تصنیف حسام الحرمین پر لکھی گئی شیخ صالح کمال کی تقریظ کے آغاز میں مقرظ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

"مقدام العلماء المحققين وهمام العظماء المد ققين العريف الماهر والغطريف الباهر والسحاب الهامر والقمر الزاهر ناصر السنة وكاسر الفتنة مفتی الحنفية سابقا ومحط الرحال سابقا ولاحقا ذوالعز والافضال مولانا العلامة الشيخ صالح كمال توجه ذوالجلال بتيجان العزو الجمال"۔(۹۸)

۞ فاضل بریلوی حجاز مقدس سے واپس وطن تشریف لائے تو عرصہ بعد ایک روز بریلی کی مسجد میں علمائے حجاز کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے بارے میں فرمایا:

''حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے......میرے نزدیک مکہ معظّمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا''۔(۹۹)

وفات

حضرت مولانا شیخ صالح کمال مسجد حرم مکی میں امام وخطیب ومدرس، قاضی جدہ ومکہ مکرمہ، مفتی احناف وشیخ العلماء کے مناصب رفیعہ پر تعینات رہے، اپنے دور کے متعدد گورنر مکہ مکرمہ کے مشیر رہے، اور وسیع وعریض اسلامی سلطنت کے عثمانی خلیفہ کی طرف سے سفارتی مہم پر صنعاء یمن تشریف لے گئے، ان مصروفیات کے ساتھ عقائد ومعمولات اہل سنت وفقہ حنفی وغیرہ موضوعات پر تصنیف وتالیف کا کام بھی کیا، لیکن ان تمام تر مناصب وفضائل کے باوجود انتہائی سادہ زندگی بسر کی اور مسجد حرم میں خانہ کعبہ کے سائے میں نماز ادا کی گئی جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے بکثرت افراد نے شرکت کی، المعلیٰ قبرستان میں قبر بنی۔(۱۰۰)

آخر میں واضح رہے کہ حجاز مقدس کے ہی شہر طائف میں بھی کمال نامی ایک خاندان آباد ہے جس میں متعدد علماء وفضلاء ہوئے، جیسا کہ تاریخ طائف پر کتب کے مصنفین شیخ عبداللہ بن بکر کمال (م ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء)، شیخ عبدالحیٔ بن حسن کمال (م ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء) اور شیخ محمد سعید بن حسن کمال (م ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء)، اور یہ ایک الگ کمال خاندان ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔شیخ احمد البشھی کے حالات: **نزهة الفكر فيما مضىٰ من الحوادث والعبر فى تراجم رجال القرن الثانى عشر والثالث عشر**، شیخ احمد بن محمد حضراوی ھاشمی مکی شافعی، تحقیق محمد مصری، طبع اول ۱۹۹۶ء، وزارت ثقافت دمشق شام، جلد ا، ص ۱۶۶ تا ۱۶۷

۲۔شیخ حمزہ عاشور کے حالات: **اعلام المكيين من القرن التاسع الى القرن الرابع عشر الهجرى**، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلّمی مکی، طبع اول ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء، الفرقان اسلامک ہریٹج فاؤنڈیشن لندن وجدہ، ج ۲، ص ۶۴۹/ **المختصر من كتاب نشر النور والزهر فى تراجم افاضل مكة من القرن العاشر الى القرن الرابع عشر**، شیخ عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرداد شہید مکی حنفی، تحقیق واختصار محمد سعید عامودی مکی واحمد علی بھوپالی مکی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، عالم المعرفہ جدہ، ص ۱۸۲ تا ۱۸۳/ **نظم الدرر فى اختصار نشر النور والزهر فى تراجم افاضل مكة من القرن العاشر**

الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی، مخطوط بخط مصنف کا عکس مخزونہ بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال، ص۱۲۰/ نزهة الفکر، ج۱، ص۳۲۵

۳۔ سید زینی مزھر کے حالات: نزهة الفکر، ج۱، ص۴۳۶

۴۔ شیخ عبدالرحمٰن جمال کبیر کے حالات: اعلام المکیین، ج۱، ص۳۴۳/ مختصر نشر النور، ص۲۴۰/ نظم الدرر، ص۱۲۷ تا ۱۲۸

۵۔ شیخ عبدالرحمٰن کزبری کے حالات: الاعلام، قاموس تراجم لا شهر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین، خیر الدین زرکلی دمشقی، طبع ششم ۱۹۸۴ئ دار العلم للملایین بیروت، ج۳، ص۳۳۳/ حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر، شیخ عبدالرزاق بن حسن بیطار دمشقی، طبع ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء، مجمع اللغة العربیة دمشق، ج۲، ص۸۳۳ تا ۸۳۶/ فهرس الفهارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، سید محمد عبدالحیٔ کتانی، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، طبع دوم ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، دار الغرب الاسلامی بیروت، ج۱، ص۴۸۵ تا ۴۸۸/ فهرست المخطوطات، مصطلح الحدیث، فواد سید، طبع ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء، دار الکتب المصریة قاہرہ، ج۱، ص۵۹ تا ۶۱، ۲۰۵/ معجم مئو لفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی الشریف، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلّمی مکی، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص۴۲۵

۶۔ شیخ عبداللہ سراج کے حالات: اعلام المکیین، ج۱، ص۴۹۹/ فهرس الفهارس، ج۲، ۷۵۲ تا ۷۵۳/ مختصر نشر النور، ص۲۹۷ تا ۳۰۰/ نزهة الفکر، ج۲، ص۶۵ تا ۶۶/ نظم الدرر، ص۱۳۲ تا ۱۳۳

۷۔ شیخ عمر بن عبدالکریم کے حالات: سیر و تراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر الهجرة، عمر عبدالجبار مکی، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء، مکتبہ تہامہ جدہ، ص۶۲ حاشیہ/ اعلام المکیین، ج۱، ص۱۱۸ تا ۱۱۹/ فهرس الفهارس، ج۲، ص۷۹۶ تا ۷۹۷/ مختصر نشر النور، ص۳۷۸ تا ۳۸۰/ نزهة الفکر، ج۲، ص۳۰۲ تا ۳۰۳/ نظم الدرر، ص۱۴۰ تا ۱۴۲

۸۔ شیخ سید محمد سنوسی کے حالات: اعلام المکیین، ج۱، ص۵۴۱ تا ۵۴۲/ الاعلام، ج۶، ص۲۹۹/ فهرس الفهارس، ج۱، ص۱۰۳ تا ۱۰۴، ج۲، ص۱۰۴۰ تا ۱۰۴۹/ مختصر نشر النور، ص۴۴۳ تا ۴۴۴/ نظم الدرر، ص۱۴۶ تا ۱۴۷

۹۔ شیخ محمد صالح رئیس کے حالات: اعلام المکیین، ج۱، ص۴۶۱/ الاعلام، ج۶، ص۱۶۳/ مختصر نشر النور، ص۲۱۴ تا ۲۱۶/ نظم الدرر، ص۱۲۳ تا ۱۲۴

۱۰۔ مولانا محمد عابد سندھی کے حالات: الامام الفقیه المحدث الشیخ محمد عابد

السندی الانصاری رئیس علماء المدینة المنورة فی عصرہ، شیخ سائد بکداش حلبی، طبع اول ۱۴۲۳ھ، دارالبشائر الاسلامیہ بیروت، کل صفحات ۵۶۰/ نزھة الخواطر وبھجة المسامع والنواظر، حکیم عبدالحی لکھنوی ندوی وابوالحسن علی ندوی، طبع اول ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، دارابن حزم بیروت، صفحہ ۱۰۹۶ تا ۱۰۹۸/ الاعلام، ج ۶، ص ۱۷۹/ فھرس الفھارس، ج ۱، ص ۳۶۳ تا ۳۷۱، ج ۲، ص ۷۲۰ تا ۷۲۲

۱۱۔ شیخ سید محمد یٰسین میرغنی کے حالات: اعلام المکیین۔ ج ۲، ص ۹۵۳/ فھرس الفھارس، ج ۲، ص ۱۱۳۷/ مختصر نشر النور، ص ۴۹۲ تا ۴۹۳/ نظم الدرر، ص ۱۵۴

۱۲۔ شیخ ابراہیم عقیلی کے حالات: نشر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مکة من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی، مخطوط بخط مصنف کا عکس مخزونہ بہاءالدین زکریا لائبریری ضلع چکوال، ص ۲ ضمیمہ/ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۶۹۱/ مختصر نشر النور، ص ۵۰/ نظم الدرر، ص ۱۵۸

۱۳۔ شیخ جمال بن عبداللہ کے حالات: ماہنامہ العرب ریاض، شمارہ دسمبر ۱۹۶۷ء، ص ۲۰۰/ اعلام المکیین، ج ۱، ص ۶۸ تا ۶۹/ الاعلام، ج ۲، ص ۱۳۴، ۱۳۵/ سیر وتراجم، ص ۶۰ حاشیہ/ مختصر نشر النور، ص ۱۶۱ تا ۱۶۲/ نزھة الفکر، ج ۱، ص ۲۶۸ تا ۲۷۲/ نظم الدرر، ص ۱۱۸ تا ۱۱۹

۱۴۔ شیخ عباس بن جعفر کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۶۷/ سیر وتراجم، ص ۱۷۳ تا ۱۷۴/ فھرس الفھارس، ج ۲، ص ۶۸۶/ مختصر نشر النور، ص ۲۲۸ تا ۲۲۹/ نشر الدرر، ص ۳، ۸ ضمیمہ/ نظم الدرر، ص ۱۸۵ تا ۱۸۶

۱۵۔ شیخ عبدالقادر خوقیر کے حالات: سیر وتراجم، ص ۲۳۳/ نشر الدرر، ص ۳، ۷ ضمیمہ/ نزھة الفکر، ج ۲، ص ۲۰۴ تا ۲۰۵

۱۶۔ شیخ سید محمد علی وتری کے حالات: اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی مکی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء، دارالبصائر دمشق وبیروت، ص ۲۳ تا ۲۴/ الاعلام الشرقیة فی المأتہ الرابعة عشرة الھجریة، شیخ زکی محمد مجاہد مصری، طبع دوم ۱۹۹۴ء، دارالغرب الاسلامی بیروت، ج ۲، ص ۹۱۹/ الدلیل المشیر الیٰ فلک اسانید الاتصال بالحبیب البشیر صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ ذوی الفضل الشھیر وصحبہٖ ذوی القدر الکبیر، شیخ ابوبکر بن احمد حبشی علوی مکی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ مکیہ مکہ مکرمہ، ص ۴۲۳ تا ۴۲۵/ معجم الشیوخ المدھش المطرب، شیخ عبدالحفیظ فاسی، طبع ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء، مطبع وطنیہ فاس، ج ۲، ص ۱۲۱ تا ۱۲۶/ معجم الموضوعات المطروقة فی

التالیف الاسلامی وبیان مالف فیھا، شیخ عبداللہ بن محمد حبشی یمنی، طبع ۲۰۰۰ء، کلچرل فاؤنڈیشن ابوظہبی، ج ۲، ص ۱۳۵۸/ الاعلام، ج ۶، ص ۳۰۱/ فھرس الفھارس، ج ۱، ص ۱۰۶ تا ۱۱۰/ معجم مئولفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۵۰۶

۱۷۔ نزھۃ الفکر، ج ۱، ص ۲۹۶ تا ۲۹۸

۱۸۔ نزھۃ الفکر، ج ۲، ص ۵۱

۱۹۔ مختصر نشر النور، ص ۲۲۰ تا ۲۲۱

۲۰۔ شیخ عبدالوھاب برھانپوری چشتی قادری شاذلی (م ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۳ء) کے حالات: اخبار الاخیار فی احوال الابرار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، فارسی سے اردو ترجمہ اقبال الدین احمد، طبع اول کمپیوٹر ۱۹۹۷ء، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ص ۳۵۵ تا ۳۶۴/ نزھۃ الخواطر، ص ۵۸۳ تا ۵۸۴/ نظم الدرر، ص ۴۴ تا ۴۵

۲۱۔ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۰۹/ مختصر نشر النور، ص ۲۲۰ تا ۲۲۱/ نزھۃ الفکر، ج ۲، ص ۵۱ تا ۵۲/ نظم الدرر، ص ۱۲۴

۲۲۔ سیر و تراجم، ص ۱۳۹ حاشیہ

۲۳۔ اعلام المکیین، ج ۲، ۸۰۹

۲۴۔ اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحئ قزاز مکی، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطابع المدینۃ جدہ، ص ۱۸۴/ ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۶۵/ سیر و تراجم، ص ۱۱۱

۲۵۔ علامہ سید احمد دحلان کے حالات: تاریخ مکۃ، احمد سباعی مکی، طبع چہارم ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، دار مکۃ للطباعۃ مکہ مکرمہ، ص ۵۸۷/ رجال من مکۃ المکرمۃ، زہیر محمد جمیل کتبی مکی، طبع اول ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، دارالفنون جدہ، ج ۳، ص ۱۸۸ تا ۱۹۶/ فھرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم سلیمان مکی وغیرہ دس اہل علم نے مل کر مرتب کی، طبع ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص ۵۱۳/ نشر المأثر فی من ادرکۃ من الاکابر، شیخ عبدالستار دہلوی مکی، مخطوط بخط مصنف کا عکس مخزونہ بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال، ص ۱۰ تا ۱۱، ۴۸/ ماہنامہ العرب ریاض، شمارہ مئی ۱۹۷۱ء، ص ۸۶۴ تا ۸۶۸/ سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۷ تا ۱۷۸/ اعلام المکیین، ج ۱، ص ۵۹/ الاعلام، ج ۱، ص ۱۲۹/ الاعلام الشرقیۃ، ج ۱، ص ۲۶۵ تا ۲۶۶/ حلیۃ البشر، ج ۱، ص ۱۰۴ تا ۱۸۱ تا ۱۸۳/ فھرس الفھارس، ج ۱، ص ۳۹۰ تا ۳۹۲/ معجم مئولفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۶۸، ۳۱۲/ نزھۃ الفکر، ج ۱، ص ۱۸۶ تا ۱۹۰/ نظم الدرر، ص ۱۵۹ تا ۱۶۰

۲۶۔مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے حالات عربی کتب میں: اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، طبع دوم ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ، ج ۲، ص ۲۸۶ تا ۳۱۳/ الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر بکری شیخ امین، طبع چہارم ۱۹۸۵ء، دار العلم للملایین بیروت، ص ۱۴۷ تا ۱۴۸/ علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیۃ، شیخ یونس ابراہیم سامرائی، طبع ۱۹۸۶ء، وزارت اوقاف بغداد عراق، ص ۷۵۰/ المدرسۃ الصولتیۃ، ڈاکٹر احمد حجازی السقا، طبع اول ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء، دار الانصار قاہرہ، ص ۲۵ تا ۳۲/ من تاریخنا، محمد سعید عامودی مکی، طبع سوم ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، دار الاصالۃ ریاض، ص ۲۶۱ تا ۲۷۱/ ماہنامہ البعث الاسلامی لکھنؤ، شمارہ اگست ستمبر ۱۹۸۸ء، ص ۷۰ تا ۷۷/ ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۵۲ تا ۱۶۶/ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۶۵۸ تا ۶۶۱/ الاعلام، ج ۳، ص ۱۸/ اھل الحجاز، ص ۱۸۶ تا ۱۸۷/ تاریخ مکۃ، ص ۵۸۰ تا ۵۸۱/ سیر و تراجم، ص ۱۰۸ تا ۱۸۷/ تاریخ مکۃ، ص ۵۸۰ تا ۵۸۱/ سیر و تراجم، ص ۱۰۸ تا ۱۱۲/ نزھۃ الخواطر، ص ۱۲۲۸ تا ۱۲۲۹

۲۷۔اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۱۰/ اھل الحجاز، ص ۲۷۵/ سیر و تراجم، ص ۱۳۹/ مختصر نشر النور، ص ۳۷۲

۲۸۔شیخ حسین دحلان کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۴۲۵/ سیر و تراجم، ص ۱۱۰ حاشیہ/ مختصر نشر النور، ص ۱۷۹/ نظم الدرر، ص ۱۷۳

۲۹۔شیخ محمد مرزوقی کے حالات: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری، طبع ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ص ۸۰ تا ۸۳/ تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ والسماع، شیخ محمود سعید ممدوح، طبع اول، سن تصنیف ۱۴۰۳ھ، مطبع شباب قاہرہ، ص ۵۰۷ تا ۵۰۸/ سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۹ء، ص ۱۹۷/ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۶۳ تا ۸۶۴/ اھل الحجاز، ص ۲۸۳ تا ۲۸۴/ الدلیل المشیر، ص ۳۸۳ تا ۳۸۸/ سیر و تراجم، ص ۲۴۰ تا ۲۴۳/ مختصر نشر النور، ص ۴۰۲ تا ۴۰۳/ نظم الدرر، ص ۲۱۱ تا ۲۱۲

۳۰۔ حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، طبع ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۴۴

۳۱۔حسام الحرمین، ص ۴۵

۳۲۔ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۱۰/ اھل الحجاز، ص ۲۷۵/ سیر و تراجم، ص ۱۳۹/ مختصر نشر النور، ص ۳۷۲/ نظم الدرر، ص ۲۰۱ تا ۲۰۲

۳۳۔آپ کی زندگی میں آپ کی جو تصنیف مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی اس کے سرورق پر محمد صالح

کمال درج ہے،/اھل الحجاز،ص۲۸۲/تشنیف الاسماع،ص۵۰۷/سیر و تراجم،ص۱۱۱، ۲۳۳،۲۳۵تا۲۴۶/فھرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة،ص۱۷۵

۳۴۔ اھل الحجاز،ص۲۸۲/ سیر و تراجم،ص۲۳۳/مختصر نشر النور،ص۲۱۹

۳۵۔شیخ عمر بقائی کے حالات:اعلام المکیین،ج۱،ص۳۰۰تا۳۰۱/سیر و تراجم،ص۱۹۶ حاشیہ/ مختصر نشر النور،ص۲۱۹،۳۷۴تا۳۷۵/ معجم مئولفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی الشریف،ص۲۰۲/نزھة الفکر،ج۲،ص۳۰۳تا۳۰۴/نشر المآثر،ص۱۵/ نظم الدرر، ص۱۹۵

۳۶۔سید عبدالمطلب بن غالب تین بار گورنر مکہ مکرمہ کے منصب پر فائز رہے،۱۲۴۳ھ میں پانچ ماہ تک پھر ۱۲۶۷ھ سے ۱۲۷۲ھ اور ۱۲۹۷ھ سے ۱۲۹۹ھ تک۔(الاعلام،ج۴،ص۱۵۴/تاریخ مکة، ص۵۱۷تا۵۵۰)

۳۷۔سید عون رفیق پاشا ۱۲۹۹ھ سے اپنی وفات ۱۳۲۳ھ تک گورنر مکہ مکرمہ رہے، طائف میں وفات پائی۔(الاعلام،ج۵،ص۹۷تا۹۸/ الاعلام الشرقیة،ج۱،ص۳۳/تاریخ مکة،ص۵۵۰تا ۵۵۷)

۳۸۔ نشر الدرر،ص۴ضمیمہ

۳۹۔ تاریخ مکة،ص۵۹۰/سیر و تراجم،ص۲۳۳

۴۰۔امام یمن محمد بن یحیٰی کے حالات:الاعلام،ج۷،ص۱۴۲

۴۱۔امام یمن یحیٰی بن محمد کے حالات: الاعلام،ج۸،ص۱۷۰تا۱۷۱/تشنیف الاسماع، ص۵۷۰تا۵۷۲

۴۲۔سلطان عبدالحمید خان دوم ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء سے ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء تک حکران رہے،آپ چونتیسویں عثمانی خلیفہ تھے۔(الاعلام الشرقیة،ج۱،ص۲۹تا۳۰/تاریخ مکة،ص۵۵۸تا۵۵۹/ حلیة البشر،ج۲،ص۷۹۷تا۸۲۰)

۴۳۔سید علی پاشا ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء سے ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء تک مکہ مکرمہ کے گورنر رہے،قاہرہ میں وفات پائی۔(الاعلام،ج۴،ص۳۰۹/ تاریخ مکة،ص۵۵۷تا۵۶۰)

۴۴۔شیخ عبداللہ صدیق کے حالات:الملفوظ،مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی،ج۲،ص۱۳۷تا۱۳۸/ اعلام المکیین،ج۱،ص۷۷/سیر و تراجم،ص۱۴۳/مختصر نشر النور،ص۳۰۴تا۳۰۵/ نشر المأثر،ص۱۱/نظم الدرر،ص۱۹۸تا۱۹۹

۴۵۔ تاریخ مکة،ص۵۹۰/سیر و تراجم،ص۱۴۹تا۱۵۰/مختصر نشر النور،ص۳۰۴تا

۴۶۔ شیخ محمد سعید بابصیل کے حالات پر راقم کا مضمون ''فاضل بریلوی اور شیخ الاسلام محمد سعید بابصیل مکی شافعی'' ملاحظہ فرمائیں

۴۷۔ سید حسین بن علی ۱۳۲۶ھ کو گورنر مکہ مکرمہ تعینات ہوئے اور ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کو پورے حجاز مقدس کو خلافت عثمانیہ سے الگ کر کے مملکت ھاشمیہ حجاز قائم کر لی اور خود اس کے بادشاہ ہوئے، مسجد اقصیٰ میں قبر واقع ہے۔ (الاعلام، ج۲، ص۲۴۹ تا ۲۵۰/ الاعلام الشرقیة، ج۱، ص۲۲ تا ۲۳/ تاریخ مکة، ص۵۶۱ تا ۵۶۲، ۵۹۷ تا ۶۷۸

۴۸۔ شیخ ابوبکر خوقیر کے حالات: معجم مصنفات الحنابلة، ڈاکٹر عبداللہ بن محمد طریقی، طبع اول ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، مصنف نے ریاض سے شائع کی، ج۶، ص۲۹۲ تا ۲۹۵/ نموذج الاعمال الخیریة فی ادارة الطباعة المنیریة، شیخ محمد منیر عبدۃ آغا دمشقی، طبع دوم ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، مکتبۃ امام شافعی ریاض، ص۹۸ تا ۱۰۱/ اعلام المکیین، ج۱، ص۴۱۵ تا ۴۱۶/ الاعلام، ج۲، ص۷۰/ سیر و تراجم، ص۲۲ تا ۲۴/ نشر الدرر، ص۱۷

۴۹۔ شیخ بکر تیجنی کے حالات: تشنیف الاسماع، ص۱۲۱ تا ۱۲۲

۵۰۔ شیخ عبدالقادر کردی کے حالات اردو و عربی کی متداول کتب میں درج نہیں تاہم حسب ذیل کتب میں آپ کا مختصر ذکر ہے/ الاجازات المتینة لعلماء بکة والمدینة، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، سن اشاعت درج نہیں، منظمۃ الدعوۃ الاسلامیۃ اندرون لوھاری دروازہ لاہور، ص۱۲، ۱۳، ۵۴، ۵۵/ بواکیر الطباعة والمطبوعات فی بلاد الحرمین الشریفین، ڈاکٹر احمد محمد خبیب، طبع ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص۳۳/ الطباعة فی المملکة العربیة السعودیة، ڈاکٹر عباس بن صالح تاشقندی، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص۹۱/ علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام، محمد شہاب الدین رضوی، طبع اول ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، رضا اکیڈمی بمبئی، ص۳۴/ مکتبة مکة المکرمه، ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم ابوسلیمان، طبع ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص۶۶ ۶/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص۶۷/ الملفوظ، ج۲، ص۱۳۵

۵۱۔ شیخ عبدالقادر سقاف کے حالات: الدلیل المشیر، ص۱۸۹ تا ۱۹۳

۵۲۔ شیخ عرابی سجینی کے حالات: اعلام المکیین، ج۱، ص۴۹۵/ اھل الحجاز، ص۲۷۶ تا ۲۷۹/ رجال من مکة المکرمة، ج۳، ص۵۵ تا ۵۷، ۶۴ تا ۸۶/ سیر و تراجم، ص۱۹۰ تا ۱۹۲

۵۳۔ شیخ محمد سلطان معصومی کے حالات: امداد الفتاح باسانید ومرویات الشیخ عبدالفتاح، شیخ محمد بن عبداللہ الرشید، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، مکتبہ امام شافعی ریاض، ص۴۱۶ تا ۴۱۷/

ماہنامہ نورالحبیب بصیر پور، شمارہ مارچ ۲۰۰۰ء، ص ۶۷/ اعلام المکیین، ج۲، ص ۸۹۷تا۸۹۸/ سیر وتراجم، ص۲۳۴

۵۴۔ شیخ محمد علی کتبی کے حالات: من رجال الشوری فی المملکة العربیة السعودیة، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن علی زھرانی، طبع دوم ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، مطبع ھلا ریاض، ص ۱۴۸تا۱۴۹/اعلام المکیین، ج۲، ص ۷۹۱تا۷۹۲/ سیر وتراجم، ص۲۳۴

۵۵۔ شیخ محمد کامل سندھی کے حالات: اعلام المکیین، ج۱، ص۵۳۸/ سیر وتراجم، ص ۲۴۶تا۲۴۸

۵۶۔ شیخ محمد یحییٰ بن امان اللہ کے حالات: اعلام المکیین، ج۱، ص۲۳۰تا۲۳۱/ الدلیل المشیر، ص ۳۹۸تا۴۰۱/ نشر الدرر، ص۷۷تا۷۸

۵۷۔ اعلام المکیین، ج۲، ص۸۰۸/ سیر وتراجم، ص۲۳۵

۵۸۔ فھرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة، ص۱۷۵

۵۹۔ نشأة الصحافة فی المملکة العربیة السعودیة، ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن شامخ، طبع اول ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، دارالعلوم ریاض، ص۲۳

۶۰۔ وسائل الاعلام السعودیة والعالمیة، النشأة والتطور، ڈاکٹر محمد فرید محمود عزت، طبع اول ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، دارالشروق جدہ، ص۶۷

۶۱۔ بواکیر الطباعة، ص۳۳

۶۲۔ براھین قاطعہ کیوں تصنیف کی گئی، اس کی کون سی عبارات تفریق کا باعث ہوئیں، اس کی اشاعت پر عرب وعجم میں کیا ردعمل ہوا، ان تینوں سوالات کے جواب میں راقم السطور کی تالیف ''براھین قاطعہ، پس منظر، مندرجات، ردعمل'' بڑی تقطیع کے ایک سو چالیس صفحات پر غیر مطبوع موجود ہے۔

۶۳۔ رسائل رضویہ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، طبع دوم ۱۹۸۸ء، مکتبہ حامدیہ لاہور، پہلی جلد کے صفحہ ۲۵۲تا۲۷۵ پر فتاویٰ الحرمین بر جف ندوة المین کا عربی متن وارد و ترجمہ درج ہے۔

۶۴۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۲۷

۶۵۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۲۸

۶۶۔ فھرس الفھارس، ج۱، ص۲۵۶

۶۷۔ معجم المطبوعات المغربیة، شیخ ادریس بن ماحی قیطونی حسینی فاسی، طبع ۱۹۸۸ء، مطابع سلا، سلا مراکش، ص۳۰۴

۶۸۔ اشرف الامانی فی ترجمة الشیخ سیدی محمد کتانی، شیخ محمد باقر بن محمد بن

عبدالکبیر کتانی، طبع ۱۳۸۰ھ، مراکش، ص ۱۶۰

۶۹۔ تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، علامہ حافظ عبدالحلیم نقشبندی، طبع اول ۱۹۹۷ء، جامعہ انوارالاسلام غوثیہ رضویہ چکوال، ص ۱۲۱

۷۰۔ سہ ماہی الدراسات الاسلامیة، عالمی یونیورسٹی اسلام آباد، شمارہ جولائی تا ستمبر ۲۰۰۰ء، ص ۲۵۶ تا ۲۵۷

۷۱۔ معجم مئولفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی الشریف، ص ۲۷۶

۷۲۔ الدلیل المشیر، ص ۱۲۷

۷۳۔ تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، شیخ محمد مطیع الحافظ و نزار اباظہ، طبع اول ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، دارالفکر دمشق، ج ۲، ص ۹۶۹

۷۴۔ ربیع الانتساب، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، اردو سے عربی ترجمہ ڈاکٹر لبنی محمد اسلام، سن اشاعت درج نہیں تاہم ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۴ء کے بعد شائع ہوئی، ادارہ مسعودیہ کراچی، ص ۲۳

۷۵۔ شیخ احمد ابوالخیر مرداد کے حالات: ماہنامہ معارف رضا کراچی، خصوصی شمارہ ۲۰۰۰ء، ص ۶۴

۷۶۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۲۹

۷۷۔ الملفوظ، ج ۲ ص ۱۲۹

۷۸۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳۰

۷۹۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳۰

۸۰۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳۰ تا ۱۳۱

۸۱۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳۰ تا ۱۳۵

۸۲۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳۶

۸۳۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۴۰

۸۴۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳۹

۸۵۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۴۱

۸۶۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۴۳

۸۷۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۴۴

۸۸۔ حسام الحرمین، ص ۴۱

۸۹۔ الاجازات المتینة، اس کے صفحہ ۳۴ تا ۴۸ پر الاجازة الرضویة کا متن درج ہے

۹۰۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۴۰

۹۱۔الاجازات المتینۃ،ص۱۶/تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت،ص۵۲/علماء عرب کے خطوط،
ص۳۷

۹۲۔ نشاۃالصحافۃ،ص۲۳/ وسائل الاعلام،ص ٦٧

۹۳۔عبدالمحسن صحاف کے حالات: اعلام المکیین ،ج۲،ص۶۰۵/ الاعلام ،ج۴،
ص۱۵۳/ الحرکۃ الادبیۃ،ص۲۴۶،۳۲۲،۳۷۶،۳۷۸

۹۴۔سیروتراجم،ص۲۳۴

۹۵۔سیروتراجم،ص۲۳۵

۹۶۔نظم الدرر،ص۱۸۲

۹۷۔نشرالدرر،ص۷۷

۹۸۔حسام الحرمین،ص۳۹

۹۹۔الملفوظ،ج۲،ص۱۲۰،۱۴۰

۱۰۰۔تذکرہ علمائے اہل سنت، علامہ محمود احمد کانپوری، طبع دوم ۱۹۹۲ء، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد،ص۴۳ تا۴۴ حاشیہ/ سالنامہ معارف رضا، شمارہ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء،ص۱۹۵ تا۱۹۶/ اعلام المکیین ،ج۲،ص۸۰۷تا۸۰۸/اہل الحجاز ،ص۲۸۲/تاریخ مکۃ،ص۵۸۵،۵۹۰/تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت،ص۹۲ تا۱۰۱/ سیروتراجم، ص۲۳۳ تا ۲۳۵/ مختصر نشرالنور،ص۲۱۹/ نظم الدرر، ص۱۸۲تا۱۸۳